رجسٹرڈ ایل ۴۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے (عہ) خواص اور معاونین سے (عللہ) ہندوستان سے باہر (لے)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان ۱۳۱۹ھ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ ـ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۳ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سیر

۷ نومبر ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام حسب معمول سیر کو نکلے۔ راستہ میں جناب سید ناصر نواب صاحب نے اپنا ایک خط جو انھوں نے اپنے کسی عزیز کے خط کے جواب میں بغرض تبلیغ لکھا ہے سنانا شروع کیا۔ چونکہ خط بہت لمبا اور طویل تھا اور درمیان میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بعض مقامات پر اس کی اصلاح یا بعض امور تشریح مزید کی غرض سے بیان فرماتے تھے اس لیے واپس مکان تک پہونچنے پر بھی وہ خط ختم نہ ہوا چنانچہ حضرت اقدس نے مناسب سمجھا کہ ہم سے بیٹھکر تمام سن لیں حضرت مولوی نور الدین صاحب کے مطب میں بیٹھے ہوے اُسے سنتے رہی اور مختلف مقامات پر آپ نے فرمایا

آزر حضرت ابراہیم کا باپ ہی تھا اللہ تعالے نے اسکا نام اب رکھا ہے اس قسم کے انقلاب دنیا میں ہوتے آئے ہیں کبھی باپ صالح ہوتا ہے بیٹا طالح ہوتا ہی اور کبھی بیٹا صالح ہوتا ہے باپ طالح ہوتا ہے۔

ہمارے پڑ دادا صاحب بڑے مخیر تھے اور با خدا بزرگ تھے چنانچہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کو گولی کا اثر نہیں ہوتا۔ ایک وقت میں اُنکے دسترخوان پر ۵۰۰ آدمی ہوا کرتے تھے اور اکثر حافظ قرآن اور عالم اُن کے پاس رہتے تھے اور قادیان کے اردگرد ایک فصیل ہوتی تھی جس پر تین یا چار چھکڑے برابر برابر چلا کرتے تھے

خدا کی قدرت سکھوں کی تعدی اور لوٹ کھسوٹ ہیں وہ سب سلسلہ جاتا رہا اور ہمارے بزرگ یہاں سے چلے گئے۔ پھر جب امن ہوا تو واپس آئے پھر ضمناً سادات کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ سید با عتبار اولاد علی رضی اللہ تعالے عنہ کے نہیں کہلاتے بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہونے کی حیثیت سے کہلاتے ہیں۔

ایک موقع پر میر صاحب کے عزیز نے اپنے خط میں ترکوں کی برائی لکھی تھی اور میر صاحب اُس کا معقول جواب سنا رہے تھے حضرت اقدس نے اسپر فرمایا

اگرچہ ہمارے نزدیک اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ہی ہے اور ہمیں خواہ مخواہ ضروری نہیں کہ ترکوں کی تعریف کریں یا کسی اور کی مگر سچی اور حقیقی بات کے اظہار سے ہم رک

نہیں سکتے۔ ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی ہے یہ کہنا کہ وہ پہلے کافر تھے یہ طعن درست نہیں کوئی دو سو برس پہلے کافر ہوا کوئی چار سو برس پہلے یہ کیا ہے آخر جو آج سید کہلاتے ہیں کیا اُنکے آباء و اجداد پر کوئی وقت کفر کی حالت کا نہیں گذرا؟ پھر ایسے اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

ہندوستان میں جب یہ مغل آئے تو انھوں نے مسجدیں بنوائیں اور اپنا قیام کیا الناس علی دین ملوکهم کے اثر سے اسلام پھیلنا شروع ہوا اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں ہی کی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے دو ہی گروہ رکھے ہوئے ہیں ایک ترک دوسرے سادات۔ ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے اور سادات کو فقر کا مدار قرار دیا گیا چنانچہ صوفیوں نے فقر اور روحانی فیوض کا مدار سادات ہی کو ٹھیرایا ہے اور ہمنے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے۔ حضرت اقدس یہ ذکر کر رہے تھے کہ ایک یوروپین صاحب بہادر اندر آئے اور ٹوپی اُتار کر مجلس میں آگے بڑھے اور پڑھتے ہی کہا۔

یوروپین السَّلَامُ عَلَیْکُمْ

ان کے السلام علیکم کہنے پر مختلف خیال حاضرین مجلس کے دل میں گذرے کسی نے ترک سمجھا اور کسی نے نومسلم صاحب موصوف کو بیٹھے ہوئے ایک منٹ ہی گذرا ہوگا کہ خانصاحب نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟

یوروپین۔ میں سیاح ہوں۔

خانصاحب۔ آپ کا وطن۔

یوروپین۔ میں اتنی اردو نہیں جانتا۔ اور پھر کچھ سمجھکر بولا۔ او۔ ہاں انگلینڈ

اسنتے میں مفتی محمد صادق صاحب آگئے حضرت اقدس کے ایما سے وہ ترجمان ہوئے اور اسطرح پر حضرت اقدس اور یوروپین نووارد میں گفتگو ہوئی۔

حضرت۔ آپ کہاں سے آئے ہیں۔

یوروپین۔ میں کشمیر سے کلو گیا تھا اور وہاں سے ہوکر اب یہاں آتا ہوں۔

حضرت۔ آپکا اصل وطن کہاں ہے۔

یوروپین۔ انگلینڈ۔ میں سیاح ہوں اور عرب اور کربلا میں بھی گیا تھا اب میں یہاں سے لنصو آپھر یا گاربیج اور سوڈان کو جاؤنگا۔

حضرت۔ آپ کے اس سفر کا کیا مقصد ہے

یوروپین۔ صرف دید شنید سیاحت

حضرت۔ کیا آپ بحیثیت کسی پادری کے سفر کرتے ہیں۔

یوروپین۔ ہرگز نہیں۔

حضرت۔ آپ کی دلچسپی زیادہ تر کس امر کے ساتھ ہے کیا مذہب کے ساتھ یا علمی امور کیطرف یا پولیٹیکل امور کے ساتھ؟

یوروپین۔ میں صرف نظارہ عالم دیکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ کسی طرح دل مضطر کو قرار ہو۔

حضرت۔ آخر آپ کے سفر کی کوئی غرض بھی ہے۔

یوروپین۔ کوئی مدعا نہیں۔

حضرت کیا آپ فریمیسن ہیں۔

یوروپین۔ میں انہیں یقین نہیں رکھتا بلکہ میں اپنا آپ ہی بادشاہ ہوں اور آپ ہی اپنا تاج ہوں میں سب کا دوست ہوں اور کسیکا دشمن نہیں۔

حضرت۔ آپ کا نام کیا ہے۔

یوروپین۔ ٹوی ٹامی۔ ڈکسن۔

حضرت۔ عیسائی فرقوں میں سے آپ کس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

یوروپین۔ میں کسی فرقہ کا پابند نہیں ہوں۔ میرا اپنا مذہب خاص ہے دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جسمیں صداقتیں نہوں میں ان سب مذاہب میں سے صداقتوں کو لیکر اپنا ایک الگ مذہب بناتا ہوں۔

حضرت۔ اگر آپ کا کوئی مذہب نہیں تو یہ مجموعہ انتخاب بھی تو ایک مذہب ہی ہونا چاہیے۔

یوروپین۔ ہاں اگر اسے مذہب کہنا چاہیے تو میرا یہی مذہب ہے کہ مختلف صداقتیں لیتا ہوں۔

حضرت۔ اچھا جو مذہب آپنے مختلف مذاہب کی صداقتوں کو لیکر جمع کیا ہے وہ غلطیوں سے بالکل منزہ ہے یا کوئی اور مذہب بھی ایسا آپ کے نزدیک ہے جو بالکل غلطیوں سے مبرا ہو۔

یوروپین۔ جو مذہب میں نے جمع کیا ہے وہ تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے اچھا ہے اور وہ مسیح کی اس تمثیل کے اصول پر ہے جو اس نے کسی مالدار آدمی کی بیان کی ہے کہ اُسنے اپنے نوکروں کو کچھ کچھ دیا انہیں سے ایک نے تو اُس روپیہ کو کسی مصرف میں لگایا اور اُس سے کچھ بنایا دوسرے نے کچھ نہ کیا۔ پس خدا نے جو کچھ ہمکو دیا ہے اگر ہم اس سے کچھ بنائیں تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو کچھ نہیں بناتا اُس سے ناراض ہوتا ہے۔

حضرت۔ اچھا آپ کچھ روز یہاں قیام کریں گے؟ تاکہ آپ ہمارے مذہب سے جو ہم پیش کرتے ہیں فائدہ اُٹھائیں۔

یوروپین میں ایک دن کے بعد واپس جانا چاہتا ہوں اور زیادہ سے زیادہ کل تک ٹھیر سکتا ہوں

حضرت۔ آپ ایکہفتہ تک نہیں ٹھہر سکتے۔

یوروپین۔ نہیں میں نہیں ٹھہر سکتا مسٹر کینڈی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹالہ میں میرے منتظر ہونگے میں انھیں آج آنے کو کہہ آیا تھا مگر خیر کل چلا جاؤنگا۔

حضرت۔ جب آپ کسی کے نوکر نہیں

نورالدین

اور اپنے آپ ہی بادشاہ ہیں اور صرف نظارہ عالم کے لیے آپ نکلے ہیں تو پھر کیوں آپ ایک ہفتہ تک نہیں ٹھہر سکتے۔

یوروپین ۔ یہ سچ ہے مگر میں نے اپنے پیش نظر کل دنیا کا دیکھنا رکھا ہے اگر میں اس طرح ٹھہرنے لگوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سی دلچسپیاں مجھے ٹھہراتی جائیں گی۔

حضرت ۔ آپ کے چہرہ سے اچھے آثار نظر آتے ہیں اور آپ سمجھدار اور زیرک معلوم ہوتے ہیں کیا اچھا ہو کہ آپ ایک ہفتہ یہاں رہ جائیں اور ہماری باتوں کو سمجھ لیں اگر آپ کا ارادہ ہو اور آپ پسند کریں تو صاحب کو ایک چٹھی لکھدی جاوے۔

یوروپین ۔ میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ میں ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے نو وارد سیاح کے لیے کھانے کا حکم دیا کہ جو کچھ یہ کھانا چاہیں وہ شیخ مسیح اللہ خانساماں سے جو وہ انگریزی کھانے پکانے میں استاد ہیں طیار کرایا جاوے اور گول کمرہ میں انکو ٹھہرا دیا جاوے چنانچہ حضرت اقدس اس کے بعد تشریف لے گئے اور صاحب ممدوح مولوی **محمد علی** صاحب ایم۔اے کی رہبری سے اور چند احباب کے ہمراہ مدرسہ کے مختلف کمروں میں گئے اور پھر لائبریری میں جاکر ناٹوویچ روسی کی کتاب مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات کو دیکھکر اس کتاب کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی جو انکو فی الفور نکالکر دی گئی ۔ اس کے بعد انکو گول کمرہ میں ٹھہرایا گیا ۔ اس اثنا میں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سے کچھ باتیں ہوتی رہیں اور پھر مولوی محمد علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب مختلف اوقات میں آکے اپنے مذہب کے متعلق عجیب عجیب پیرایوں میں کلام کرتے رہے خصوصیت کے ساتھ مسیح کی قبر کا کشمیر میں ہونا اور عربی زبان کا ام الالسنہ ہونا اور دوسرے مسلمانوں کی نسبت احمدی قوم کے خاص طور پر اخلاق اور روحانی ترقی میں ممتاز ہونے کا ذکر ہوتا رہا جسکا اس نے خود اعتراف کیا اور یہ دیکھکر اسے تعجب ہوا کہ کیونکر ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں کسی قسم کی دلچسپی کا سامان نہیں ایک شخص ہر قسم کے اہل کمال اور زیرک انسان اپنے گرد جمع رکھتا ہے ۔ جب وہ یہ سنتا کہ عربی کے عالم یہاں ہیں عبری کے عالم یہاں ہیں ۔ انگریزی کے عالم یہاں ہیں فارسی کے عالم یہاں ہیں ۔ ڈاکٹر یہاں ہیں وغیرہ وغیرہ تو اسپر ایک خاص قسم کا اثر ہوتا تھا۔

مسیح کی قبر کشمیر کے بیان کے سلسلہ میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک سکہ دیکھا ہے جسپر لکھا تھا کہ میں شہنشاہ اور نجات دہندہ ہوں اور اس نے یہ بھی کہا کہ کشمیر کے ایک پنڈت نے مجھے کہا کہ میرے پاس سنسکرت زبان میں ایک کتاب ہے جسمیں مسیح کے حالات لکھے ہوئے ہیں۔

اور اس نے یہ بھی کہا کہ یہودیوں کی زبان پالی ہے اور یہودیہ کو پالسٹائن یا پالستان کہتے ہیں یہ اس نے کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کے ذکر میں بیان کیا۔

عصر کی نماز کے بعد اس نے حضرت اقدس کے تین فوٹو لیے۔ دو فوٹو آپ کے احباب کے ساتھ لیے اور ایک فوٹو الگ لیا۔

(باقی آیندہ)

۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک نہر سرہند اور منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری ملہم اور حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کے درمیان خط وکتابت ہوئی تھی جو بابو محمد صاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجدی ہے اس خط وکتابت میں الٰہی بخش صاحب کا ایک الہام بھی درج ہے جسمیں بتایا گیا (خاک بدہنش) کہ مرزا صاحب چند روز میں ذلیل ہو جائیں گے۔

اس الہام کو چونکہ منشی الٰہی بخش نے صاف دیکھا ہے کہ الٹا ان پر ہی پڑا ہے اور سلسلہ عالیہ تو خدا کے فضل سے آناً فاناً ترقی کر رہا ہے اور ادھر حضرت حجۃ اللہ کو لک خطاب العزۃ کے الہام ہوتے ہیں منشی الٰہی بخش اینڈکو نے اپنی ذلت کے چھپانے کے لیے کتاب میں درج نہ کیا ۔ مگر انکی شامت اعمال کب انھیں چھوڑ سکتی تھی یہ خط وکتابت انشاء اللہ مناسب صورت پر شائع ہوگی ۔ غرض اس خط وکتابت پر حضرت اقدس نے فرمایا ۔ کہ

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا آدمی پیش کرو کہ جس کے اسقدر نشانات جن کے کروڑوں آدمی گواہ ہوں پورے ہوئے ہوں ایک سو سے زیادہ عظیم الشان پیشگوئیاں کتاب (تریاق القلوب) میں درج کر دی گئی ہیں ۔ جب یہ لوگ کسیکو پیش نہیں کر سکتے تو کہدیتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت کا دعویٰ کرتے ہیں انکو اتنی خبر نہیں کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہاں فضیلت ہوئی یہ بزرگی اور عظمت تو آپ ہی کی

ہوئی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر تو کوئی چیز نہیں بلکہ اسی کے رنگ اور اسی کی چادر میں ہو کر یہ ظہور نشانات کا ہو رہا ہے اور اسی کے ہاتھ پر صادر ہو رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو اسباب اور سامان تبلیغ اور اشاعت کے ہمیں میسر آئے ہیں اور اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں وہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ مذاہب کا اسقدر زور ہوا - غرض یہ نشانات اپنی نظیر نہیں رکھتے - الٰہی بخش کی پیشگوئیاں کیا حقیقت رکھ سکتی ہیں۔

پھر مختلف باتوں کے تذکرہ میں فرمایا۔

جو قویٰ خدا نے انسان کو دیے ہیں ان سب سے بجز سچے موحد کے کوئی دوسرا کام نہیں لے سکتا۔ شیعہ ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی ساری کوششوں کا منتہا امام حسین رضؓ کو سمجھ بیٹھے انکو رو لینا اور ماتم کر لینا کافی قرار دے لیا ہمارے استاد ایک شیعہ تھے گل علی شاہ انکا نام تھا کبھی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے منہ تک نہ دھوتے تھے اس پر نواب صاحب نے آپکی تائید میں بیان کیا کہ وہ میرے والد صاحب کے بھی استاد تھے اور وہاں جایا کرتے تھے اور یہ واقعی سچ ہے کہ ان کی مسجد میں غیر آباد ہوتی ہیں ہماری مسجد کا ایسا ہی حال تھا اور اب خدا کے فضل سے وہ آباد ہو گئی ہے اور لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں اس پر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا وہ کبھی کبھی آپ کے والد صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہاں سے تین تین مہینے کی رخصت لے کر مالیر کوٹلہ جایا کرتے تھے -

میں نے غائبانہ بھی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور میری فراست مجھے یہی بتاتی ہے (یہ نواب صاحب کی مسجد کے آباد ہونے اور نمازیوں کے آنے کے ذکر پر فرمایا) کہ راستی کو قبول کرنا اور پھر خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال سے ڈر جانا اور اسکی طرف رجوع کرنا آپکے اور آپ کی اولاد کے اقبال کی نشانی ہے بجز اس کے کہ انسان سچائی سے خدا کیطرف آئے خدا کسیکی پروا نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو۔

سار کردن ہمیشہ نیک بخت کو ملتے ہیں۔

یہ آثار صلاحیت - تقویٰ اور خدا ترسی کے جو آپ میں پیدا ہو گئے ہیں آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے بہت ہی مفید ہیں -

پھر جناب مولوی عبدالکریم صاحب نے طاعون کی خبر پوچھی کہ آج آپ نے اخبار پڑھا ہو گا کیا لکھا ہے۔

فرمایا مجمل طور پر لکھا ہے کہ طاعون ترقی پر ہے - میرا ارادہ ہے اور مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک بار پھر طاعون کے متعلق ایک اشتہار دیدیا جاوے کہ لوگ رجوع کریں اور سچی پاکیزگی اور تبدیلی پیدا کریں۔

پھر ضمناً فرمایا کہ دیکھا گیا ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جسقدر زور ہوا ہے سچوں ہی پر ہوا ہے انکی مخالفت میں ساری طاقتیں خرچ کی گئی ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کتنا زور لگایا گیا بر خلاف اس کے مسیلمہ کذاب کو فی الفور مان لیا گیا ایسا ہی حضرت مسیح کے وقت میں بھی ہوا اور اب بھی ایسا ہی ہوا - جھوٹوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں راستباز پر حملہ پر حملہ کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کیلیے سب مل بیٹھے ہیں -

اسی اثنا میں جناب مرزا خدا بخش صاحب اپنی کتاب عسل مصفیٰ سناتے رہے۔

بعد نماز عشا حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف فرما ہوئے

اس سے پیشتر کہ حضور اندر تشریف لے جائیں آج کے آئے ہوئے نو وارد مہمان انگریز کے متعلق دو چار باتیں فرمائیں وہ ہم انشاء اللہ تعالےٰ ناظرین کو پھر سناویں گے -

فونوگراف

کے ذریعہ دعوت اسلام

ناظرین الحکم غالباً اس خبر سے ناواقف نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کا منشا ہے کہ فونوگراف میں اپنی تقریر بند کر کے دوسرے ممالک میں بھیجیں اس تجربہ کے لیے عالی جناب

نواب محمد علی خاں صاحب

رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ جب دار الامان آئیں تو اپنا فونوگراف لیتے آئیں چنانچہ وہ لے آئے - اور حضرت اقدس کو وہ دکھایا گیا

قادیان جیسے گاؤں میں فونوگراف تو ایک عجیب تحفہ سمجھنا چاہیے اور حقیقت میں وہ عجیب چیز ہے اس لیے جب گاؤں میں یہ خبر چاہوا تو اکثر لوگوں کو اس کے دیکھنے کا خیال ہوا - مگر فونوگراف ایک ایسے معزز و مقتدر انسان کے ہاتھ میں تھا کہ ہر کس و ناکس جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ جا کر براہ راست عرض کرے اگرچہ نواب صاحب کے اخلاق فاضلہ سے بعید تھا کہ کوئی شریف

اگر چاہتا تو وہ نہ دکھاتے مگر لالہ شرمپت رائے (جنکے نام سے الحکم کے ناظرین اور حضرت اقدس کی کتابیں پڑھنے والے خوب واقف ہیں) نے حضرت اقدس کے حضور التجا کی چنانچہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے لیے جب حضرت اقدس تشریف لائے تو آپ نے نواب صاحب ممدوح سے لالہ شرمپت رائے کی درخواست کا ذکر فرمایا نواب صاحب نے منظور فرما لیا مگر اب قابل قدر اور لائق ذکر یہ بات ہے کہ حضرت اقدس نے سوچا کہ یہ لوگ تو بطور تفنن اور اعجوبہ کے اسکو دیکھنا چاہتے ہیں بہتر ہوگا کہ ہم اس سے اپنا کام لیں اور اسکو تبلیغ کریں چنانچہ آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اسمیں چند شعر جو ہم طیار کر دیتے ہیں بند کیے جائیں اور ایسا ہی پرانی نظموں میں سے اور کچھ قرآن شریف فرمایا مولوی عبد الکریم صاحب بند کریں یا صاحبزادہ سراج الحق صاحب جنکی آواز اچھی ہے - آخر مولوی عبد الکریم صاحب نے ان شعروں کو بند کیا۔

کوئی پانچ ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت اقدس کے بالاخانہ کے صحن میں فونوگراف رکھا گیا اور مندرجہ ذیل رقعہ لالہ شرمپت رائے کو لکھا گیا۔

رقعہ

لالہ شرمپت - نواب صاحب کو کہہ کر فونوگراف منگوا لیا ہے اب تمھاری انتظاری ہے اگر ملاوامل بھی دیکھنا چاہے وہ بھی آجائے بلکہ اگر پانچ سات اور آدمی آنا چاہیں تو مضائقہ نہیں ہے ہر روز فرصت نہیں ملتی اس وقت فرصت نکالی ہے جلد آنا چاہیے - (مرزا غلام احمد)

چنانچہ لالہ شرمپت رائے اور آریہ سماج کا سکرٹری اور بہت سے لوگ ہندو اور مسلمان اس کے دیکھنے کو آئے اور لالہ شرمپت رائے کو فونوگراف کے بالکل پاس بٹھایا گیا سب سے پہلے فونوگراف نے منشی نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی کے لب ولہجہ سے یہ چند شعر سنائے۔

اشعار

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مگر روزے دہندت میوہای پر حلاوت را
مرا اسلام در باطن حقیقتہا ہمی دارد
کجا باشد خبر زاں مر گرفتاران عبرت را
من از یار آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم
گر امروزم نمی بینی ببینی روز حسرت را
گر از چشم تو پنہان است شانم دم مزن بارے
کہ بد بر بر ہنر بیمار ی نہ بیند روی صحت را

اس کے بعد فونوگراف سے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لب ولہجہ میں یہ اشعار نکلے۔

اشعار

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک وصاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے
باہر اگر نہیں دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جسمیں خدا سے نشاں نہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جبتک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دین خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دین خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جنکا یہ دیں نہیں ہے نہیں انمیں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

یہ اشعار پھر دوبارہ پڑھے گئے جس وقت یہ اشعار حضرت اقدس نے خاص اسی تقریب کے لیے چند منٹ میں لکھ دیے تھے جب فونوگراف سے نکل رہے تھے تو احمدی جماعت کے ایمان میں ترقی اور تازگی آتی تھی اور ان کے چہروں پر خوشی اور لذت کے آثار نمایاں تھے برخلاف اس کے جو لوگ فونوگراف سننے کی درخواست کرنے والے تھے اُن کے چہروں پر ایک رنگ آتا اور جاتا تھا مگر مجبور تھے سننا پڑا - اس کے بعد فونوگراف نے پھر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی آواز میں یہ چند شعر حضرت اقدس کے ایک الہامی نعتیہ قصیدہ کے سنائے۔

اشعار

عجب نوریست در جان محمد
عجب لعلیست در کان محمد
ز ظلمتہا دلی آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آں ناکساں را
کہ رو تابند از خوان محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زاں سینہ بیزار است صد بار
کہ ہست از کینہ داران محمد
چہ ہیبت ہا بداد ند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان و بیراہ
بترس از تیغ بُرّان محمد
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اس کے بعد قرآن شریف مولوی عبد الکریم صاحب کے لہجہ میں سنایا گیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

تفسیر القرآن

کا

دوسرا پارہ زیر طبع ہے - قیمت پیشگی فی جلد ۱۲؍ مع محصول -
علاوہ محصول ۱۰؍

مختصر نوٹ اور نکات

مرنا تو ایک دن ضروری ہے اور یہ معلوم نہیں کہ موت کا فرشتہ کس وقت پیام اجل لے آئے۔ اس لیے ہر حال میں احتیاط ضروری ہے کہ ایسی حالت میں نہ مریں کہ جب ایک بھی اچھا کام دنیا میں نہ کیا ہو۔

غافل مرو زِ احتیاطِ نفس بیک نفس مباش
شاید ہمیں نفس، نفسِ واپسیں بود

اس اصول کو مدنظر رکھکر اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

لَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

یعنی انسان کو ہر وقت ہی مسلمان رہنا ضروری ہے۔

اسلام کیا ہے؟ مختصر الفاظ میں اسکا جواب یہ ہے کہ انسان اپنی ساری طاقتوں کو خدا کے سپرد کر دے اور اُسکا پورا فرمانبردار ہو جائے۔ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں خدا کی رضا کا تابع ہو نہ اپنی خواہش کا۔

عجیب ہی بات ہے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کا قانون تو یہ ہے کہ ادنیٰ ہمیشہ اعلیٰ پر قربان کیا گیا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کی صحت اور بقا اور نظام تمدن کی خاطر تمام حیوانات اس کے لیے قربانی کا حکم رکھتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں سے لے کر شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں اور تمام حیوانات اونٹ۔ بیل۔ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ سب انسانی زندگی کے خادم ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اعلیٰ کے لیے ادنیٰ کی قربانی رکھی گئی ہے مگر ہمارے عیسائی پادری کہتے ہیں کہ یہ قانون باوجودیکہ دنیا میں متعارف ہے لیکن صحیح نہیں ادنیٰ کیلیے اعلیٰ کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اس لیے انسان کے بدلے میں خود خدا قربان ہوا۔ کیا خوب۔

لوقا کی انجیل کے پہلے ہی باب میں لکھا ہے کہ فرشتہ نے مریم پر ظاہر ہو کر اسکو بیٹے کی خوشخبری دی اور کہا کہ اسکا نام عیسیٰ رکھنا۔ ایک محقق عیسائیوں سے پوچھ سکتا ہے کہ اگر یہ بات جو لوقا نے لکھی ہے بالکل سچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مریم اس کی ماں اور اسکے بھائی مسیح پر ایمان نہ لائے جنکو اس فرشتہ کی خبر تھی۔ اور انکار شدید کی نوبت کیوں پہونچی یہانتک کہ مسیح نے اپنے بھائیوں کے بھائی ہونے سے انکار کر دیا اور ماں سے بھی سخت بے رخی دکھلائی۔ اور اگر یہ بات یونہی ایک خود تراشیدہ اور ایجاد بندہ ہے تو پھر اسکی عظمت معلوم۔!!!

حضرت اقدس حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام نصائح کا خلاصہ تین امور ہیں۔

اوّل۔ خدا کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول ہونا اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اس سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اسکو واحد لاشریک جاننا اور اسکے لیے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اسکا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اسکو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا

ثانی۔ یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔

ثالث یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا تعالیٰ نے ہمکو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اسکو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلثہ ہیں جنکی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے۔ اور جنہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہییں۔

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا میں اسد بکے لیے

ہر ایک انسان کی خواہش ہے کہ اُسکی زندگی جہانتک ممکن ہو آرام سے کٹے اور کسی طرح کے رنج اور تکلیف کا اسے سامنا نہ ہو۔ اس خواہش کے لیے ایک پختہ اور تجربہ کار کہتا ہے کہ دو شخص اپنی حیات مستعار کو آرام سے کاٹ سکتے ہیں۔ اول وہ جو رنج و راحت کو توام سمجھتا ہو دوسرا وہ جس کے دل میں یہ سوال ہی کبھی پیدا نہ ہوا ہو۔ مگر قرآن شریف حصول آرام کی ایک ایسی راہ بتاتا ہے کہ جس میں غم و رنج کا نام و نشان ہی نہیں اور وہ یہ ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○

لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمکو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا اس عبادت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تم آرام پاؤ گے تکلیفوں سے بچو گے۔

امریکہ کی ایک سوسائٹی آجکل ایک عجیب تحقیقات میں مصروف ہے سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ کیا انسان میں یہ خواہش ہے یا نہیں کہ بعد موجودہ زندگی کے کوئی دوسری زندگی ہو اسی دنیا میں پھر پیدا ہو یا کسی دوسرے طبقہ میں عالموں کی ذاتی خواہشات دریافت کی گئی ہیں

(۱) کیا آپ بعد موت زندہ رہنا پسند کریں گے یا نہیں

(۲) کیا آپ زندگی کے خواہاں ہیں خواہ شرائط کچھ ہی ہوں اگر نہیں تو آپکی

کیا حالت ہونی چاہیے ۔ جو آپ کو قابل برداشت ہوگی ۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انسانی زندگی میں کون کون چیزیں ہیں جو دائمی طور پر رکھنا چاہتے ہیں ۔

(۳) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سوالات اول و دوم کے جوابات کیوں نفی یا اثبات میں دیتے ہیں ۔

(۴) کیا آئندہ زندگی کا خیال رکھنا آپ آرام کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں

(۵) کیا سوال (۱) (۲) ۔ (۳) ۔ (۴) کے جوابات میں کوئی تغیر آپ کی رائے میں ہوا ہے اگر ہوا ہے تو کیوں ؟ ۔

(۶) کیا آپ آئندہ زندگی کی نسبت یقینی ثبوت چاہیں گے یا محض اعتقاد پر بھروسہ کریں گے ۔

جسمانی خیالات کا انسان جسمانی باتوں کو پسند کرتا ہے اور انکو بڑی چیز سمجھتا ہے مگر جسکو کچھ بھی روحانیت سے حصہ ملا ہے وہ روحانی زندگی کا طالب ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے بندے راستباز اس لیے نہیں آتے کہ لوگوں کو جہان متی کے تماشے دکھائیں بلکہ اصل مطلب اور منشا اُن کا **جذب الی اللہ** ہوتا ہے اور آخرکار وہ اسی قوت قدسیہ کی وجہ سے شناخت کیے جاتے ہیں وہ نور جو اُن کے اندر قوت جذب رکھتا ہے اگرچہ کوئی شخص اقتراح اور امتحان کے طور سے اسکو دیکھ نہیں سکتا بلکہ ٹھوکر کھاتا ہے مگر وہ نور آپ ہی ایک ایسی جماعت کو اپنی طرف کھینچکر کھینچے جانے کے لائق ہے اپنا خارق عادت اثر ظاہر کر دیتا ہے ۔

کچھ عرصہ ہوا ہم نے ایک انگریزی کے امتحانی پرچہ کو دیکھا تھا جو مدرسہ کی معمولی بخ کے امتحان میں اُستاد دیا کرتے ہیں ۔ اسمیں جو فقرات ترجمہ کیلیے دیے گئے تھے بعض کو ہم نے نوٹ کر لیا تھا ہم اپنے ناظرین کے لیے انھیں یہاں درج کر دیتے ہیں اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے پڑھنے والے مدرسوں کو ایک راہ مل جاوے گی کہ ترجمہ کے لیے کس قسم کے فقرات کی ضرورت ہے جس سے علاوہ علمی اور ذہنی ترقی کے اخلاقی تعلیم کا کام بھی نکل سکے ۔

(الف)۔ تمام چیزیں اُس شخص کی بہتری کے لیے کام کرتی ہیں جو خدا کو پیار کرتا ہے ۔

(ب) چار چیزیں نہایت قدر کیے جانیکے لایق ہیں ۔ تندرستی ۔ علم ۔ عقل اور محبت ۔ انمیں سے چوتھی مقصد ہے اور پہلی تینوں اس مقصد کے حصول کے ذریعے ۔

ج ۔ خدا اُنکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں ۔

د ۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے ۔

ہ ۔ اپنے آپ کو جاننے کی کوشش کرو ۔

و ۔ نیکی کرو ۔ اور نیک بنو ۔

ز ۔ سچی دانائی خالق اور مخلوق کی سچی محبت کو پیدا کرتی ہے ۔

ح ۔ خبردار ہو کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ سب کچھ خدا کی امانت تمہارے پاس ہے جسکے واسطے تم ذمہ دار ہو ۔

ہمارے ملک میں ایک بہت مہلک اور خوفناک برائی پھیلی ہوئی ہے جسکو خودغرضی اور عام لاپروائی کہتے ہیں جب کسی کو اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے کا سامان مل جاتا ہے اور اس کے اپنے گھر میں کوئی دُکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تو وہ مزے کی نیند سونے لگتا ہے خواہ اس کے کروڑوں ہموطن کیسے ہی دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوں ۔ سعدی نے کہا ہے کہ یہ جب مہلک مرض انسان کو لگ جاوے تو وہ انسانیت ہی کی حدود سے نکل جاتا ہے چنانچہ کہتا ہے ۔

تو کز محنت دیگراں بے غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

آدمی جس روز سے پیدا ہوتا ہے اُسی روز سے حیات کا ایک روز کم ہوتا ہے لیکن باوجود آگاہی اور تجربہ کاری کے انجام کار سے غافل ہوتا ہے

خُطبہ

---

۲۲ ۔ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا اور اس کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم نے ناظرین کیلیے لکھا

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ

سورۃ البقرہ رکوع ۲

یہ آیتیں سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع کی ہیں ۔ الحمد شریف میں خدا تعالیٰ نے تین راہیں بتائی ہیں ایک **انعمت علیھم** کی راہ دوسرے **مغضوب** تیسرے **الضالین** کی راہ ۔

انعمت علیھم کے معنے خود قرآن شریف نے بتلائے ہیں کہ وہ **انبیا ۔ صدیقا ۔ شہداء اور صالحین** کی جماعت ہے ۔

انبیاء وہ رفیع الدرجات انسان ہوتے ہیں جو خدا سے خبریں پاتے ہیں اور مخلوق کو پہونچاتے ہیں پھر وہ راستباز ہیں جو انبیا کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر وہ لوگ ہیں جنکے لیے وہ باتیں گویا مشاہدہ میں آئی ہوئی ہیں اور پھر عام صالحین ۔

اس گروہ کی تفسیر خدا تعالیٰ نے آپ ہی سورہ بقرہ کے شروع میں بیان کر دی ہے کہ ہدایت کی راہ کیا ہے ؟ وہ یہ کہ اللہ پر ایمان لاوے جزا و سزا پر ایمان لاوے اور پھر اللہ ہی کی نیازمندی

کے لیے تعظیم لامر اللہ کے واسطے نماز دکو درست رکھنا اور شفقت علی خلق اللہ کے واسطے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کریں۔

پھر اسبات پر ایمان لاویں کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تسلی اور تعلیم پاکر دنیا کی اصلاح کے لیے معلم اور مزکی آئے ہیں۔ یاد رکھو صرف علم تسلی بخش نہیں ہو سکتا جب تک معلم نہ ہو۔ بائبل میں نصیحتوں کا انبار موجود ہے اور عیسائی بھی بغل میں کتاب لیے پھرتے ہیں پھر اگر ایمان صرف کتابوں سے مل جاتا تو کیا کمی تھی مگر نہیں ایسا نہیں خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجتا ہے جو یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ کے مصداق ہوتے ہیں۔

ان مزکی اور مطہر لوگوں کی توجہ انفاس اور روح میں ایک برکت اور جذب ہوتا ہے جو ان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے انسان کے اندر تزکیہ کا کام شروع کرتا ہے یاد رکھو انسان خدا کے حضور نہیں پہونچ سکتا جب تک کہ کوئی اسپر خدا کی آیتیں تلاوت کرنے والا اور پھر مزکی کرنے والا اور پھر علم اور عمل کی قوت دینے والا نہ ہو تلاوت تب مفید ہو سکتی ہے کہ علم ہو اور علم تب مفید ہو سکتا ہے جب عمل ہو اور عمل تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے اور علم معلم سے ملتا ہے۔

بہر حال مومنوں کا ذکر ہے کہ ان کو ایمان بالغیب کی ضرورت ہے جسمیں حشر نشر۔ صراط۔ جنت و نار سب داخل ہیں یہ اسکا عقیدہ اول درست ہو جاوے تو پھر نماز سے امر الٰہی کی تعظیم پیدا ہوتی ہے اور خدا کے دیے ہوے میں سے خرچ کرنے سے شفقت علیٰ خلق اللہ پھر برہموؤں کیطرح نہ ہو جاوے جو الہام کی ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ وہ اسبات پر ایمان لاوے کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام اتارا اور آپ سے پہلے بھی اور آپ کے بعد بھی مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ بند نہیں ہوا یہ تو منعم علیہ گروہ کا ذکر ہے۔

اس کے بعد وہ لوگ مغضوب ہیں جو خدا کے ماموروں کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتے ہیں اور ان کے انذار اور عدم انذار کو مساوی جان لیتے ہیں اور پروا نہیں کرتے اور اپنے ہی علم و دانش پر خوش ہو جاتے ہیں وہ خدا کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں یہی حال یہود کا ہوا۔

پھر تیسرا گروہ گمراہوں کا ہے جنکا ذکر ان آیات میں ہے جو مینے پڑھی ہیں انکے کا مومنین دجل اور فریب ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو کلام الٰہی کا خادم کہتے ہیں مگر مَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ بڑی بڑی تجارتیں کرتے ہیں مگر ہدایت کے بدلے تباہی خریدتے ہیں اور کوئی عمدہ فائدہ ان کی تجارت سے نہ ہوا۔

میرے دل میں بارہا یہ خیال آیا ہے کہ ایک تنکے پر بھی شئے کا اطلاق ہوتا ہے اور وہی شئے کا لفظ وسیع ہو کر خدا پر بھی بولا جاتا ہے۔

یاد رکھو نفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ دل میں کوئی صداقت نہیں ہوتی وہ اعتقادی منافق ہوتا ہے اس کا اعلیٰ سے اعلے نمونہ عیسائیوں کا مذہب ہے انجیل کی حالت کو دیکھو کہ اس کی اشاعت پر کسقدر سعی بلیغ کی جاتی ہے مگر یہ پوچھو کہ اس کتاب کے جملہ جملہ پر اعتقاد ہے؟ تو حقیقت معلوم ہو جاوے گی اسطرح میں دیکھتا ہوں کہ خدا کا خوف اٹھ گیا ہے وہ دعویٰ اور معاہدہ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا قابل غور ہو گیا ہے۔ اب اپنے حرکات و سکنات رفتار و گفتار پر نظر کرو کہ اس عہد کی رعایت کہاں تک کی جاتی ہے پس ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہو ایسا نہ ہو کہ مَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ کے نیچے آجاؤ۔

منافق کی خدا نے ایک عجیب مثال بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی مگر وہ روشنی جو آگ سے حاصل کرنی چاہیے تھی وہ جاتی رہی اور ظلمت رہ گئی رات کو جنگل کے رہنے والے درندوں سے بچنے کے واسطے آگ جلایا کرتے ہیں لیکن جب وہ آگ بجھ گئی تو پھر کئی قسم کے خطرات کا اندیشہ ہے اسی طرح پر منافق اپنے نفاق میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہونچ جاتا ہے اور اس کا دل ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ حق کا گویا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا ایک شخص اگر راہ میں جاتا ہو اور سامنے ہلاکت کا کوئی سامان ہو وہ دیکھکر بچ سکتا یا کسی کے کہنے سے بچ سکتا۔ یا خود دیکھ مدد کے لیے بلا کر بچ سکتا ہے مگر جسکی زبان آنکھ۔ کان۔ کچھ نہو اسکا بچنا محال ہے یا جوج ماجوج یہی آگ سے بڑے بڑے کام لے رہے ہیں مگر انجام وہی نظر آتا ہے مومن کا کام ہے کہ جب دعویٰ کرے تو کر کے دکھاوے کہ عملی قوت کسقدر رکھتا ہے عمل کے بدون دنیا کا فاتح ہونا محال ہے۔

یاد رکھو کہ ہر ایک عظیم الشان بات آسمان سے ہی آتی ہے۔ یہ امر خدا کی سنت اور خدا کے قانون میں داخل ہے کہ امساک باراں کے بعد مینہ برستا ہے سخت تاریکی کے بعد روشنی آتی ہے اسی طرح پر فَیْجِ اَعْوَج اور سخت کمزوریوں کے بعد ایک روشنی ضروری ہے وہ شیطانی منصوبوں سے مل نہیں سکتی بہتوں کے لیے اسمیں ظلمت اور دکھ ہو اور ایک نمک کا تاجر جو اسمیں حارج ہو اسے پسند نہ کرے۔

بہت سی لوگ روشنی سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور اکثر ہوتے ہیں جو اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں مگر احمقوں کو اتنی خبر نہیں ہوتی کہ خدائی طاقت اپنا کام کر چکی ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ علم حاصل کرو اور پھر عمل کرو۔ علم کے لیے معلم کی ضرورت ہے یہ دعویٰ کرنا کہ ہمارے پاس علم القرآن ہے صحیح نہیں کہ ایک نوجوان نے ایسا دعویٰ کیا ایک آیت کے معنے اس سے پوچھے تو ابتک نہیں بتا سکا ہمارے ہادی کامل نبی کریم کو تو یہ تعلیم ہوتی ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا تم بھی دعا کرو۔

یاد رکھو کہ اگر انعمت علیہم میں سے ہو تو اور ترقی کرو اور کسی وجود کی جو خدا کیطرف سے آیا ہے وجود اور عدم وجود کو برابر نہ سمجھو ظاہر و باطن مختلف نہ ہو دنیا کو دین پر مقدم نہ کرو۔ بعض اوقات

خط قیمتہ الوداد

ذیل میں ہم حضرت مولٰنا مولوی سید **محمد احسن** صاحب فاضل امروہی کا ایک بیش قیمت خط درج کرتے ہیں جو حضرت سید صاحب موصوف نے بظاہر **محمد یوسف** صاحب پنشنر ضلعدار امرتسر رفیق منشی **الٰہی بخش** عصائے موسیٰ کے ایک کارڈ کے جواب میں ہے مگر حقیقت میں اس اشتہار کی ایک لطیف شرح ہے جو **ایک غلطی کا ازالہ** کے عنوان سے حضرت اقدس **حجۃ اللہ** علی الارض **جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام** نے شائع فرمایا ہے۔ یہ خط جس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتا ہے اسکے بیان اور اظہار سے ہمیں ضرورت نہیں **فاضل امروہی** کا نام ہی کافی ہے ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس خط میں فاضل موصوف روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں اس سے ناظرین کو کتاب **آیات الرحمن** کی عظمت اور خوبی کا بھی پتہ لگ جائیگا جس کے لیے ہم تحریک کرتے ہیں کہ بہت جلد اس کا شائع ہونا ضروری ہے اور نہ ہمارے نزدیک بلکہ حضرت اقدس کے نزدیک حضرت اقدس کی عین آرزو ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ کتاب شائع ہو جاوے

ہم تمہید کے بدون اصل خط کو درج کرتے ہیں۔

وہ مبارک و پر معارف خط یہ ہے

(ایڈیٹر)

مَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ
وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محب قدیم حضرت حافظ صاحب۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ۔ آپ کا کارڈ پہونچا آپ نے جو در جواب عریضہ خاکسار تحریر فرمایا ہے کہ کل میںنے اشتہار دیکھا جسمیں مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے لہذا میں اپنے آنے سے انکار کرتا ہوں آپ کی ملاقات کرنی بھی پسند نہیں رہی کیونکہ آپ مقلد ہو گئے محقق نہیں رہے انتہی ملخصاً و کذا و کذا۔

جناب حافظ صاحب خدا آپ کا حافظ ہو۔ اولاً تو میں آپ کے اس کارڈ کو پڑھ کر متعجب ہوا کہ اللہ اکبر یہ تحریر اور حافظ محمد یوسف صاحب الکتب **وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْعَجَبُ** یا تو حافظ صاحب بمقابلہ عبد الحق غزنوی کے حضرت مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب و محمد احسن کی طرف سے مباہلہ کرنیکو طیار تھے یا اب وہی حافظ صاحب ہیں جو انھیں قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ پر ہماری ملاقات تک پسند نہیں فرماتے حالانکہ مخالفین اسلام عیسائی و آریہ وغیرہم سے برغبت تمام ملتے ہیں **وَاَیْنَ ھٰذَا مِنْ ذَاکَ**۔ وہی حافظ صاحب جنکو رؤیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صداقت حضرت مرزا صاحب کی ثابت ہو چکی تھی اب وہ اُس صداقت ثابت شدہ کے ایسے سخت منکر ہو گئے۔ وہی حافظ صاحب جنکے پیر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم نے ایک کشف میں حضرت مرزا صاحب کو نور آسمانی قادیان کیطرف نازل ہوتے دیکھا اور اب اُن کا یہ حال ہے۔ وہی حافظ صاحب جنہوں نے کتاب تحذیر المومنین کو بڑی کوشش سے طبع کرایا جس میں اس مسئلہ نبوت کی بھی بخوبی تفصیر کی گئی تھی اب اُسکی ایسی تکذیب کرتے ہیں۔ ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا *

میں اس حیرانی اور تعجب میں ہی تھا جو وجوہ ذیل نے اس تعجب کو رفع کر دیا۔ وجہ اول یہ کہ اُس کشف مولوی عبد اللہ صاحب میں آخری جملہ یہ بھی تھا کہ میری اولاد اُس نور سے محروم رہے گی اگرچہ حافظ صاحب ممدوح مولوی عبد اللہ صاحب کی اولاد نسبی جسمانی سے نہیں ہیں تاہم مریدین اور تلامذہ بھی اولاد روحانی اور معنوی ہوتے ہیں لہذا ممکن ہے کہ حافظ صاحب کی محرومی شاید اسی وجہ سے ہو۔ وجہ دوم گستاخی معاف ہو کہ تمام عمر جناب کی سرکاری کاموں کی انجام دہی میں گذری ہے دینی کاموں کیطرف تو یہ نہیں فرمائی الا ما شاء اللہ اس لیے روحانی حالت جناب کی صبغۃ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصبغ نہیں ہوئی تو پھر اب پیرانہ سالی میں جبکہ آپ ضعیف القویٰ بھی ہو گئے ہیں معارف و حقائق کیطرف کیونکر متوجہ ہو سکتے ہیں مگر الحمد للہ کہ بفضل الٰہی تو اس عاجز کے شامل حال ہی ہے کہ اس دم تک باوجود شدت ضعف و پیری کے کشف حقائق دینیہ میں مشغول و مصروف ہے اور رہیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

چونکہ مجھکو آپ کی خدمت میں قدیم سے محبت و دوستانہ ہے اور ہم دونوں قریب قریب اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں

بہت جلد پہونچنے والے ہیں لہذا میں آپ کو ایسے ضعیف بہانوں سے جو مندرج کارڈ ہیں ترک نہ کرونگا جب تک کہ اتمام حجت پورا نہ کر لوں اور اسی لیے آیات الرحمن جواب عصائے موسیٰ بھی لکھ رہا ہوں ان شاء اللہ تعالےٰ۔ بحولہ و قوتہ۔ قریب آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ عصائے موسیٰ ہے یا الٰہی بخش عصی موسیٰ کا مصداق ہے یہ عریضہ بھی اتماماً للحجۃ لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس امت کی خیریت اور افضلیت اسمیں ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مشغول رہے کما قال تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔ آنحضرت جس اشتہار کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے اُسی اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں موجود ہیں جنمیں صاف و صریح اس دعویٰ سے انکار بھی کیا ہے افسوس ہے کہ آپ نے نہ دعویٰ کو سمجھا اور نہ انکار دعوے کو تفصیل عبارات یہ ہے

(۱)

بے شک اسطرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا دیکھو صلا سطرا

(۲)

بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور حدیث شریف لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔

(۳)

ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ دیکھو کس شدت سے انکار ہے

(۴)

ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں یعنی آیت خاتم النبیین پر۔

(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کی دروازے قیامت تک بند کر دیے گئے الیٰ قولہ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی یعنی استخلاف کامل جسکو دوسرے لفظوں میں بروز کہتے ہیں۔

(۶)

ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے یعنی بغیر حصول مرتبہ فنافی الرسول کے۔

(۷)

نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ یعنی بغیر فنافی الرسول ہونے کے۔

(۸)

وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى فَيْضِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ تَوَسُّطِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ کے فیوض کے حاصل کرنے کا اب کوئی طریقہ نہیں ہے بغیر توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۹)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ دیکھو اس عبارت میں نبی شارع کی نفی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک موجود ہے۔

(۱۰)

وَمَنِ ادَّعٰى فَقَدْ كَفَرَ یعنی جو شخص نبوت تشریعی کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو گیا۔

(۱۱)

میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اے حافظ صاحب ذرا آنکھیں کھولو۔

(۱۲)

اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ حافظ صاحب اللہ کے واسطے اس فقرہ کو پڑھو۔

(۱۳)

میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ خدا سے خوف کر کر اسکو پڑھو۔

(۱۴)

یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

(۱۵)

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جاوے۔ دیکھو کسقدر انکار شدید ہے۔

(۱۶)

اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ دیکھو سہ ورقہ اشتہار میں کس قدر بار بار انکار ہے۔

(۱۷)

جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ حافظ صاحب باوجود ایسے انکاروں کے پھر بھی یہ الزام لگانا کسقدر جہالت ہے۔

(۱۸)

اسطور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔

(۱۹)

پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے کہ دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔

اے حافظ صاحب اگر آپ میں کچھ خوف خدا اور تقویٰ اللہ ہے تو آپ ایسے شخص کو جسکی عبارات اسقدر کثرت سے سہ ورقہ اشتہار میں انکار دعویٰ نبوت مستقل کے لیے موجود ہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مدعی نبوت مستقل کا ہے یا کوئی عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ اس فنافی الرسول نے اصل نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے جسکا انکار اجماع امت کر رہا ہے آپ اور میں دونوں لب گور بیٹھے ہوئے ہیں پھر کیونکر آپ کو ایسے الزام بیجا لگانے کی جرات ہوئی ہے والعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ بعد اس گذارش کے چند وہ مقدمات عرض کرتا ہوں جو تمام اکابر امت کو مسلم ہیں اور

...ہ اور سنت صحیحہ اور اجماع امت سے مثبت ہیں اور چونکہ وہ مقدمات آپ کو بھی مسلم ہیں لہذا اُن کے ادلہ ... ل کا حوالہ رسائل مولفہ خاکسار پر ہے تاکہ اس مقام پر تطویل لاطائل باعث ملالت جناب نہ ہو۔

مقدمہ اوّل

خواص و افراد امت مرحومہ کے مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب نہیں ہیں اور امور غیبیہ پر بذریعہ الہامات حسب ضرورت از منہ مشرف ہوتے ہیں اور رویا مومن کی چھیالیسواں جزو نبوت کا ہے کما جاء فی الحدیث الصحیح۔

مقدمہ دوم

نبی کے معنے ہیں خدا کیطرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا اور رسول کے معنے خدا کیطرف سے بھیجا ہوا یہ مقدمہ بھی آپ کو مسلم اور ایک صداقت ثابت شدہ ہے کیونکہ لفظ نبی نباء سے مشتق ہے جو بمعنی خبر کے ہے اور لفظ رسول رسالت سے نکلا ہوا ہے جو بمعنے بھیجنے اور مبعوث کرنے کے ہے۔

مقدمہ سوم

حضرت مرزا صاحب کو آپ بطور یقین کے مجدد مان چکے تھے اور الہامات براہین احمدیہ کو تسلیم کر چکے تھے یعنی مجددیت حضرت مرزا صاحب کی آپ کے نزدیک امر ثابت شدہ صداقت تھا جو شک و شبہ سے زائل نہیں ہو سکتا یہ مسئلہ علم اصول کا ہے اور آپ کو اور نیز سب کو مسلم ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہو سکتا۔

بعد تمہید ان مقدمات ثلثہ کے میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے اس اشتہار میں وہ کونسا دعوی کیا ہے جو ان مقدمات ثلثہ کے مخالف ہو **بینوا توجروا** اگر آپ کہیں کہ مرزا صاحب نے اسمیں دعوی رسول ہونے کا کیا ہے تو گذارش یہ ہے کہ جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیا تو مبعوث من جانب اللہ بھی مان لیا اور جب کہ مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا کیونکہ رسول اور مبعوث دونوں الفاظ مترادفہ ہیں **ہاں** وہ رسالت جو مختص بجناب رسالت مآب ہے اُس سے تو وہ تحاشی کرتے ہیں **کما مر مفصلاً**۔ اور جب کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو مان چکے تھے کہ مکالمات الٰہیہ مشتمل غیوب سے انکو نصیب حاصل ہے تو آپ نے انکو ظلی نبی بھی مان لیا دیکھو ہر سہ مقدمات مذکورہ کو ہاں وہ اُس نبوت سے خود تحاشی کرتے ہیں جو مخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے بس وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا بروز اپنے تئیں قرار دیتے ہیں جیسا کہ اصل شئے کا عکس آئینہ میں ہوتا ہے کہ بجز اصلیت اور ظلیت کے کوئی فرق ذو الظل اور ظل میں نہیں ہوتا اور **براہین احمدیہ** جو آپ کو مسلم تھی اسمیں اس قسم کے الہامات بکثرت موجود ہیں جیسا کہ **جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ** جری کے معنے کتب لغات میں **رسول** کے لکھے ہیں پھر اب وہ کونسا امر موجب کفر پیش ہو گیا جس کی وجہ سے آپ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تک آپکو مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا مسلم ہیں تب تک آپ ہرگز ہرگز اشتہار مرزا صاحب یا مہدویت و مسیحیت حضرت اقدس سے از روئے ادلہ شرعیہ انکار نہیں کر سکتے یا تو آپ ان جملہ امور کا جواب تفصیلی دیں ورنہ آپ قبول کریں درصورت نہ ہونے دونوں باتوں کے آپ تعلیم اسلام سے متجاوز ہو جاویں گے **نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا**۔ اور آپکو جواب اسبات کا دینا بھی اس خط کے جواب میں ضروری ہوگا کہ مخالفین جو حضرت عیسی نبی اسرائیلی کے نزول کے قائل ہیں اس عقیدہ سے سوائے اُن صدہا مفاسد کے جو اسلام کو ضرر شدید پہونچاتے ہیں اور جنکی تفصیل ہمارے رسائل میں موجود ہے ایک مفسدہ عظیم الشان یہ لازم آتا ہے کہ آیت **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ**۔ اور احادیث متضمن مضمون **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** سب غلط اور باطل ہوئی جاتی ہیں و **نعوذ باللہ منہا**۔ افسوس صد افسوس کہ آپ کو ایسے عقیدہ والوں پر کچھ اشتعال پیدا نہ ہوا جو اللہ تعالے کی لگائی ہوئی مہر کو حضرت عیسی نبی کے دوبارہ آنے سے توڑے دیتے ہیں اور دیگر صدہا مفاسد جو اس عقیدہ سے لازم آتے ہیں وہ اسپر علاوہ ہیں لیکن ہمپر ایسا غصہ ہوا کہ ملاقات تک پسند نہیں **تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی** حالانکہ ہم نے اس مہر ختم نبوت کو صرف نبوت ظلی اور بروزی میں ایسا واضح کر کر دکھلا دیا جیسا کہ آفتاب نصف النہار کا وجود واضح ہوتا ہے چنانچہ فقرات نوزدہ گانہ کے مطالعہ سے واضح ہے اگر آپ کہیں کہ حضرت عیسی نبوت سے معزول ہو کر آوینگے تو پھر وہ تمام آیتیں نعوذ باللہ غلط ہوئی جاتی ہیں جنمیں وہ ہمیشہ کو نبی قرار دیے گئے ہیں اور کسی زمانہ کا استثنا اُن میں موجود نہیں اور پھر یہ گذارش ہے کہ متکلمین نے اس عقیدہ کو کہ کوئی نبی معزول عن النبوۃ ہو جاوے کفر قرار دیا ہے اور پھر علاوہ یہ کہ درصورت معزول عن النبوۃ ہونے کے حضرت عیسی ایک شخص احد من الناس بنی اسرائیل میں سے ہو گئے پھر انکو اندریصورت کونسی فضیلت حاصل رہی جو اس امت کے مجددین سے افضل ہوں اور اس امت دعوت یا اجابت کی اصلاح آ کر کریں پھر جب کہ ترجیح بلا مرجح جائز نہیں ہے تو پھر ترجیح مرجوح کیونکر جائز ہو سکتی ہے پھر باوجود تسلیم مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا کے کیا

مجددین امت مرحومہ کو یہ قابلیت حاصل نہیں ہو سکتی جو بنی اسرائیل میں سے کسی احد من الناس کے لائیکی ضرورت پڑے کلا وحاشا۔ ؎

امتِ احمد دو صد دارد نہاں اندر وجود۔
می تواند شد مسیحا می تواند شد یہود

یاد کرو وہ دعا سورہ فاتحہ کی جو ہر رکعت میں پانچوقت پڑھا کرتے ہو کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ باتفاق مفسرین مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں اب غور کرو کہ یہ دعا کیوں تعلیم کی گئی اور منعم علیہم سے مراد انبیا۔ صدیقین شہدا۔ وصالحین ہیں اگر ان ہر چہار فرق کے صراط مستقیم پر چلنے سے وہ انعام الٰہی جو ان پر ہوئے ہیں متبع کو حسب اپنی اپنی استعداد و اخلاص کے حاصل نہ ہوں تو پھر اس اتباع سے کیا فائدہ حاصل ہوا غرضنکہ اتباع و انعام لازم و ملزوم ہیں اگر کوئی شخص افراد امت میں سے استعداد کامل رکھتا ہو اور صراط مستقیم انبیاء پر نہایت اخلاص سے چلے تو اُس پر نبوت کے انعام ضرور وارد ہونے چاہییں علی ہذا القیاس۔ آگے رہا یہ سوال کہ جب کہ جزئی نبوۃ اور ظلی رسالت افراد امت مرحومہ کو بھی حاصل ہو سکتی ہے تو پھر خلفاء اربعہ اور تابعین خیر القرون کے افراد نے لفظ نبی اور رسول کا اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا حالانکہ خیر القرون میں بہت سے افراد کامل بھی گذرے ہیں جو فنا فی الرسول تھے پھر مرزا صاحب نے ایسی جرأت کیوں کی جو خیر القرون سے ثابت نہیں **جواب** اسکا یہ ہے کہ مانحن فیہ میں دو امر ہیں۔ امر اول تو تمکین و استقرار مسئلہ خاتم النبیین کا ہے جو سب سے مقدم ہے۔ امر دوم جو اس امر اول پر متفرع ہے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا ثبوت و استقرار ہے جو دوسرے لفظوں میں ظلی نبوت اور جزئی رسالت یا بروز محمدی اس کا نام ہے یہ دونوں امر اگرچہ باہم لازم ملزوم ہیں لیکن جب تک امر اول اور مسئلہ اولی کا اثبات اور تمکین نہ ہولے تب تک مسئلہ دوم کیونکر ثابت کیا جاوے۔ پس بریں وجہ حکمت الٰہیہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ زمانہ اولی خیر القرون میں بسبب ادعا جھوٹے مدعیان نبوت مثل مسیلمہ کذاب وغیرہ کے مسئلہ اول کا اثبات و تمکین ہی مقصود بالذات رہے کیونکہ جب مسئلہ اول مستقر اور ثابت ہو جاوے گا تب مسئلہ دوم کا ثبوت جسکا وہ خود مشاہدہ کر رہے تھے خود بخود اُس پر متفرع ہوگا لیکن جبتک کہ مسئلہ اول ثابت نہ ہو بحکم ثبت العرش ثم النقش کے مسئلہ دوم کا اثبات نہیں ہو سکتا لہذا افراد کمل خیر القرون کو اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے اللہ تعالے نے ہمہ تن صرف مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار و تمکین ہی کیطرف متوجہ رکھا اور انکی مساعی جمیلہ سے جو جو کاذب مدعیان نبوت کے پیدا ہوئے اُن کی سرکوبی اور ہلاکت جیسا کہ کتب مقدسہ میں لکھی تھی اُن کے ہاتھوں سے آئی وجزاھم اللہ خیر الجزاء اگر خیر القرون کی توجہ اس مسئلہ ختم نبوت کیطرف اللہ تعالی اس کوشش کے ساتھ متوجہ نکرتا تو پھر تو مسئلہ کسقدر مشتبہ ہی ہو جاتا لہذا بمزید احتیاط کمل افراد خیر القرون کو ایسا کوئی الہام الٰہی نہ ہوا کہ وہ اپنے اوپر لفظ نبی یا رسول کا بطور ظلیت کے اطلاق کرتے باوجودیکہ فیوض خاتم النبیین سے جسکو ظلی نبوت کہتے ہیں وے بھرپور تھے کیونکہ ثبت العرش ثم النقش ایک قضیہ مسلمہ ہے کیونکہ بغیر الہام اور اعلام الٰہی کے خیر القرون ہوں یا آخَرِينَ مِنْهُمْ یہ دعوی ظلی نبوۃ کا کیونکر کر سکتے ہیں اس دعوی کے لیے امر الٰہی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ مانحن فیہ میں موجود ہے کیونکہ بناپر تو کوئی ایسا دعوی ہے ہی نہیں جو بغیر الہام اور امر الٰہی کے ہوا ہو ماں نظیر ایسے مسائل کی تعلیم اسلام میں ضروری موجود ہیں۔ مثلاً جیسا کہ مخبر صادق نے زیارت قبور کے مسئلہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا یا مثلاً وقت نزول قرآن مجید کے احادیث رسول مقبول صلعم صحیفوں میں تحریر نہیں کی گئیں تھیں تاکہ کلام الٰہی کلام بشر کے ساتھ مختلط نہ ہو جاوے پس جب کہ ختم نبوت تمام امت کے اذہان میں بخوبی مستقر ہو چکا تب اُن فیوض اور برکات ختم نبوت کے اثبات و اظہار کا زمانہ آیا جو مثل انہار جاریہ کے کمل افراد خیر القرون کو پہونچے ہوئے تھے اور کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت تھی جو دوسرے لفظوں میں بروز محمدی اور ظلی نبوۃ بولے جاتے ہیں اور اس آخری زمانہ کو بسبب طول مدت ختم نبوت کے جو فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ کا مصداق ہے اظہار فیوض خاتم النبیین کی چونکہ سخت ضرورت تھی لہذا خود مخبر صادق نے مہدی کے لیے نام محمد اور احمد ہونا بیان فرما دیا ہے جو آپ ہی بروز اور ظلی نبوت کیطرف ہدایت وارشاد کر رہا ہے کیونکہ اس قرن میں جو ہزاروں فتن دجالیہ کے مشاہدے ہو رہے ہیں بغیر آنحضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے ہوئے دفع نہیں ہو سکتے اس وبار عالمگیر فتن دجالیہ کے دفع کے لیے زمانہ یہ تقاضا کر رہا ہے کہ یوں کہا جاوے

آمنہ پوت عبداللہ جائے
نکل وبا محمدؐ آئے

لیکن جب کہ یہ سنت اللہ نہیں تھی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک سے خروج کر کے اس دنیا میں رونق افروز ہوں تو پھر مسئلہ بروز کے بغیر جسکی خبر خود مخبر صادق نے دیدی ہے کہ یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِي وغیرہ وغیرہ

اور کیا چارہ ہو سکتا ہے دیکھو براہین میں الہامات ذیل موجود ہیں جنکو تم تسلیم کر چکے ہو۔ **بشریٰ لک یا احمدی** اس الہام اور دیگر الہامات کثیرہ میں احمد نام موجود ہے ایضاً **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** یہ الہام بھی اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے ایضاً **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** اس الہام میں لفظ رسول کا موجود ہے ایضاً **صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم** یہ الہام بھی اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے کیونکہ برکات الٰہیہ معلم اور متعلم دونوں پر اس الہام میں مساوی ہیں اور مولوی محمد حسین ان تمام الہاموں کو تسلیم کر چکے تھے بلکہ ان پر تقریظ لکھ چکے تھے پھر یہ تصدیق یا تو جاہلانہ تھی یا منافقانہ تھی لیکن ہر دو مشکل ہاں اگر عالمانہ کہی جاویں تو پھر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا اب جسکو تم پسند کرو تمہارا اختیار ہے اے حافظ صاحب شکر کرو کہ جامی نے جو اپنی مثنوی میں فریاد کی تھی کہ

مثنوی

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی
ز خاک اے لالہ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
فرود آویز از سر گیسواں را
فگن سایہ بپا سرو رواں را
ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن
بدہ دستی ز پا افتادگاں را
بکن دلداری دلدادگاں را

اس کی فریاد آپکی اسوقت میں سنی گئی الیٰ اخر المناجات۔ کلام طویل ہو گیا اب اصل مسئلہ کیطرف رجوع کیا جاتا ہے مگر ہاں اس مسئلہ ختم نبوت سے علماء ظاہر بین اس غلطی میں پڑ گئے کہ جس فرد نے امت مرحومہ میں سے ان فیوض **خاتم النبیین** کے حصول کا دعوے بسبب کمال اتباع کے کیا وہ اس کے سہام تکفیر و تضلیل کا نشانہ رہا لیکن یہ ان کی بڑی غداری اور غلطی ہے

ولنعم ما قیل ؎

چوں قلم در دست غدارے فتاد
لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

کیونکہ اگر ظلی طور پر برکات ختم نبوت کے متبع اور مستعد باکمال مخلص کو ہی حاصل نہ ہوں تو پھر اصلاح امت اور تجدید دین متین کیونکر ہو سکتی ہے اور پھر حضرت خاتم النبیین و سید المرسلین کا کونسا کمال باقی رہے گا کیونکہ اس صورت میں تو تمام وہ دروازے فیوض و نعم الٰہیہ کے جو بنی اسرائیل پر کھلے ہوئے تھے وہ سب کے سب بند ہو گئے اور تمام برکات محمدیہ ختم ہو چکیں **و نعوذ باللہ منہ** حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ**۔ اس آیت میں غور کرو کہ لفظ لکن کیوں لایا گیا ہے جو استدراک کے واسطے آتا ہے یعنی واسطے دفع کرنے اس وہم کے جو کلام سابق سے پیدا ہوا ہو تدبر کرو اس آیت میں کیا وہم پیدا ہوا جو لفظ لکن سے دفع کیا گیا سنو وہ وہم یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی فرد کے باپ نہیں ہیں تو اب ان کا کوئی سلسلہ دنیا میں جاری نہ رہے گا اور نعوذ باللہ جیسا کہ کفار نے کہا تھا کہ آپ ابتر ہیں تو کیا وہ صحیح ہوا **ثم نعوذ باللہ منہ** اس وہم کو اللہ تعالیٰ نے بحرف لکن دفع فرمایا اور یوں ارشاد کیا کہ یہ امر ہرگز نہ ہوگا کیونکہ وہ تو رسول اللہ ہیں اور رسول اللہ بھی کیسے کہ خاتم النبیین اس کے فیوض رسالت اور برکات ختم نبوت تو قیامت تک جاری رہیں گے اور کل افراد امت جو اس کی اولاد معنوی ہیں بحکم **الابن سر لابیہ** کے فیوض رسالت و برکات ختم نبوت سے جو جزئی نبوت و ظلی رسالت ہے قیامت تک فیضیاب رہے گی اور آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا ہوگا کہ وہ تو محمد اور احمد ہی ہوگا پس گویا کہ **اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ** اس آیت کی ایک لطیف تفسیر ہے کیونکہ **القران یفسر بعضہ بعضاً** قضیہ مسلمہ ہے پھر دیکھو اللہ تعالیٰ اس امت کو مخاطب کر کر فرماتا ہے کہ **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا**

اب سوال یہ ہے کہ کیا ان دروازوں نعم الٰہیہ کا بند کر دینا یا برکات خاتم النبیین کے ختم کر دینا اس امت کے لیے اتمام نعمت کہا جا سکتا ہے **کلا و حاشا** ایسا قول کرنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ابتر کہنا ہے اور آیت **خاتم النبیین** پر بطور **لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ** کے عمل کرنا۔

اور پھر استفسار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید میں **سراج منیر** رکھا ہے اس سے کیا یہی مراد ہے کہ اس سے کوئی دوسرا چراغ روشن نہ ہونے پاوے **کلا و حاشا** پس خلاصہ کلام اور فذلک المرام یہ ہے کہ جسطرح صحابہ کرام کے زمانہ میں تفسیری حقایق اور معارف قرآنی جواب بیان ہو رہے ہیں بیان نہیں ہوئے اور انکی توجہ صرف جمع قرآن مجید ہی کی طرف رہی جیسا کہ منشا آیت **ان علینا جمعہ و قرانہ فاذا قرانٰہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ** کا ہے اور بعد قرون صحابہ کرام کے آجتک حسب ضرورت وقت ایسی تفاسیر پائی جاتی ہیں جنسے اعجاز بلیغ اور معجزہ کامل ہونا

قرآن مجید کا ثابت ہوتا چلا جاتا ہے توجسطرحپر یہ تفاسیر حقہ پر از معارف وحقائق حسب ضرورت ازمنہ بدعت نہیں! دجو دیکہ صحابہ کرام سے ماثور ومنقول نہیں اسی طرحپر اشاعت اُن فیوض خاتم النبین صلعم کی جو بروز محمدیہ مین موجود ہوتی ہیں ضروری اور واجب ہے خصوصًا اس زمانہ آخری میں جو زمانہ مہدی و مسیح موعود ہے اب میں دوسرا قوال اکابر امت کے بیان کرتا ہوں جنہوں نے بروز محمدیہ ہونے کا دعوی کیا ہے اول تو ظلی نبوۃ کیلیے خود حدیث موجود ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جبکہ علماء امت مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہوے تو پھر مہدی اور مسیح موعود تو علماء امت سے بہت بڑے عالی مقام پر ہے وہ ایک معنی سے نبی ہوا یا نہیں! ایضًا حدیث میں من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ رواہ الدارمی کذا فی المشکوۃ۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ مہدی اور مسیح موعود کیا آپکے نزدیک اُس طالب علم سے بھی کچھ زیادتی نہیں رکھتا جو طلب علم واسطے احیاء دین کے کرتا ہو *

تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی نے کہا کہ میں ہی آدم ہوں میں ہی شیث ہوں میں ہی نوح ہوں میں ہی ابراہیم ہوں میں ہی موسی ہوں میں ہی عیسی ہوں میں ہی محمد صلعم ہوں اس جگہ پر ایک نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ بایزید بسطامی نے یہ دعوی بروز کا خود کیا ہے مخبر صادق کیطرف سے خاص اُنکی نسبت کوئی بشارت منقول نہیں ہے لیکن یہاں پر خود آنحضرت صلعم نے اس مہدی موعود کا نام محمد و احمد رکھا ہے کہ یواطی اسمہ اسمی وغیرہ وغیرہ اور لطف پر لطف یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں یہ دونوں نام الہامًا موجود ہیں تطابق الحدیث بالالہام والالہام بالحدیث اور نام احمد تو خود یوم ولادت سے ہی ایک نوع کی تکریم وتعظیم محمدیہ کے لحاظ کے ساتھ رکھا ہوا ہے یعنی غلام احمد الہدیہ تو ظاہری کہ نام سے مراد اسجگہ پر صرف الفاظ نہیں ہیں کہ یوں تو صدہا بچوں کا نام بھی احمد اور محمد رکھا جاتا ہے بلکہ یہاں پر اسما محمد و احمد سے حقیقت محمدیہ واحمدیہ مراد ہے وبس۔ محی الدین بن العربی فتوحات میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ میںنے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام ابو محمد ابن حزم نے آپ سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب ہوگیا اور سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نظر نہ آیا یہ سب امور مذکورہ مولوی محمد حسین تقریظ براہین احمدیہ میں تصدیق کر چکے ہیں والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ اسی کا نام اتحاد ہے اور بروز کا مورد بھی ایسا ہی محدود فنا فی الرسول ہو سکتا ہے۔

اے حافظ صاحب آپ اشتہار کو من اولہ الی آخرہ پڑھیے اور پھر انصاف کیجیے کہ مہر خاتم النبین کی مخالفین کے خیالات کے بموجب بکلی ٹوٹی جاتی ہے مگر افسوس کہ آپ تو اپنے خیالات کے ہی مقلد ہیں یا اقوال بے سروپا علماء زمن کے مقلد ہیں اور دوسروں پہ الزام تقلید کا لگاتے ہیں اب اس تمام تحقیقات کا جواب علماء سے لکھوائیے ورنہ یہاں پر تشریف لے آویں اور اپنے ہمراہ کسی عالم معتمد کو بھی لے آئیے تاکہ بآسانی وہ امور طے ہو جاویں جس کی وجہ سے آپ کو تغیر پیدا ہوا ہے۔

مکرر ایک گذارش اور ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ما بین قبری ومسجدی یا منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اس سے کیا مراد ہے اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنے پر محمول ہے تو یہ معنے ظاہری کیونکر درست ہو سکتے ہیں کیا روضہ جنت کی وسعت اسیقدر ہے کہ جسقدر فاصلہ درمیان قبر اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے یہ تو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے بالکل مخالف ہے پس یا تو علماء سے آپ اس کا جواب لیویں اور یا جو اس حدیث کا مطلب ہم بیان کرتے ہیں اسکو قبول کریں وھو ھذا اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کیطرف اشارہ فرمایا ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون۔ یعنی کیا نہ دیکھا تمنے کہ اللہ تعالے نے طیب کلمہ کی ایک مثال بیان فرمائی کہ کلمہ طیبہ مانند ایک پاکیزہ درخت کے ہے کہ اُسکی جڑ ثابت ہے اور اُسکی شاخیں آسمان میں ہیں اور ہر ایک وقت میں اپنے پروردگار کے اذن سے پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ تعالے لوگوں کے لئے ایسی مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ اصل بات کو سمجھ لیویں مطلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میں جو زمین پاک میں دفن کیا جاؤنگا تو سمجھو کہ میں بمنزلہ تخم پاک کے ہوں جو زمین پاک میں بویا جاوے اور جو تخم عمدہ زمین عمدہ میں بویا جاتا ہے وہ نہایت عمدہ پھل دیتا رہتا ہے اسی طرحپر تم مجھکو مردہ نہ سمجھو بلکہ میرے مدفن کا مقام بمنزلہ ایک باغ جنت کے ہے کہ اپنے وقت میں ضرور توں کیوقت عمدہ عمدہ پھل اُس سے پیدا ہونگے یعنی میں حیات النبی ہوں اور میری حیات اسی طرحپر ہوگی کہ جسطرح تخم پاک کی حیات بروز رنگ میں ہمیشہ قائم رہتی ہے پس جسطرحپر ایک تخم سے صدہا ثمار و بار پیدا ہوتے ہیں اسی طرحپر مجھسے احمد و محمد پیدا ہونگے خصوصًا آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا احمد و محمد پیدا ہوگا جو مجھمیں اور اسمیں کچھ بھی فرق نہ ہوگا جیسا کسی تخم کے پیدا شدہ پھلوں میں اصل تخم سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور جو لوگ اس روضہ جنت میں ہی دنیا میں تمتع حاصل کرینگے وہی روضہ جنت میں داخل ہونگے پس اس لحاظ سے بھی وہ زمین پاک جسمیں ایسا عمدہ تخم [illegible] ہوگیا ہے جنت ہی ہوگی۔ والسلام۔ فقط مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۱ء۔ سید محمد احسن امروہوی نزیل دار الامان۔

* [illegible]

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مع جمیع ممبران خاندان بہمہ وجوہ بفضلہ تعالے تندرست ہیں۔ حضرت اقدس مصری رسالہ **المنار** کے مضمون پر اشتہار لکھ رہے ہیں چنانچہ دو کاپیاں اس اشتہار کی پریس میں بھی جا چکی ہیں۔

۲۔ حضرات مولوی صاحبان بھی خدا کے فضل سے خوش و خرم ہیں گو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت پچھلے کئی دنوں سے ناساز ہے تاہم وہ اپنے مفوضہ امور دینی کے سرانجام دینے میں ویسے ہی سرگرم ہیں خدا تعالے انہیں جلد شفا کلی عطا فرماوے آمین۔

۳۔ اس ہفتہ میں بہت سے مہمان تشریف لائے جنمیں سے بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان سے اپنی اہل و عیال کو لے کر ایک اچھے عرصہ تک حضرت اقدس کی صحبت سے فیض اٹھانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں مولوی انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے اور میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے حاجی فضل حسین صاحب مہاجر شاہ جہانپور سے حاضر دار الامان ہوئے مرزا افضل بیگ صاحب اور مرزا محمود بیگ صاحب قصور سے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے۔ اور منشی فیض علی صابر امرتسر سے وارد ہوئے۔

ان سب کے علاوہ خوست علاقہ غزنی سے حضرت اقدس کے ایک مخلص مرید مولوی عبد الستار صاحب مع اپنے تین رفیقوں کے تشریف لائے مولوی عبد الستار صاحب کی زبانی ہمیں معلوم کر کے از بس افسوس ہوا کہ ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص دوست مولوی عبد الرحمن صاحب جو اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا موجب ہوئے کسی ناخدا ترس کے اشارہ سے شہید کیے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۴۔ اس ہفتہ میں بیعت کرنے والوں کے نام بہت ہیں مختصر لکھے جاتے ہیں

بیعت

۱۔ احمد الدین صاحب۔ ملتان۔ پاک دروازہ

۲۔ حافظ الٰہی بخش صاحب۔ منارہ۔ جہلم ڈاک خانہ نور پور

۳۔ غلام حیدر صاحب۔ راجیکے۔ گجرات ڈاک خانہ منگووال۔

۴۔ مولوی کریم بخش صاحب امام مسجد۔ کرڑیانوالہ۔ گجرات۔ ڈاکخانہ کرڑیانوالہ

۵۔ سید جواہر شاہ صاحب معافیدار 〃

۶۔ چودھری کرم الٰہی صاحب 〃

۷۔ بابو فتح الدین صاحب۔ گوجرانوالہ حال نوشہرہ ملازم محکمہ ڈاک سفری

۸۔ اللہ لوک صاحب۔ سیدانوالی۔ ضلع سیالکوٹ

۹۔ معہ زوجہ و دختر۔

۱۱۔ مولوی عبد الرحمن صاحب ولد ظہیر الدین صاحب۔ موضع دھوبیاں ضلع بٹالہ

۱۳۔ محمد رمضان صاحب نمبردار۔ بارو متصل کیموہ تحصیل ہری پور ڈاک خانہ بیجبارہ علاقہ کشمیر۔

۱۴۔ محمد اسماعیل صاحب۔ ساکن گا دزنگ

۱۵۔ عاشور نائیک صاحب۔ موضع کھیوڑہ ڈاک خانہ شوپیاں کشمیر

۱۶۔ سید غلام نبی شاہ صاحب۔ گونڈکے درس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ وارڈ چھاؤنی فیروزپور رسالہ نمبر ۱۵۔

۱۷۔ مشتاق حسین صاحب معہ والدہ و ہمشیرہ ثانی

۱۸۔ سید محمد حسین شاہ صاحب 〃 مدرس ڈسکہ

۱۹۔ غلام منور صاحب۔ چگل پور ڈاک شوپیاں ضلع ہری پور کشمیر

۲۰۔ عبد الولی صاحب۔ گنگی پور ڈاک پانپور ضلع نگام کشمیر

۲۱۔ غلام احمد صاحب۔ بجبارہ ڈاک خانہ بجبارہ

۲۲۔ عبد الاحد صاحب۔ بہوماڑ ڈاک تحصیل اسلام آباد۔ کشمیر

۵۔ دار الامان کے ہفتہ رواں کے واقعات میں سے دو شادیاں بھی ہیں جو اس ہفتہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام کو بعد نماز مغرب ہوئیں خطبہ نکاح مولانا مولوی نور الدین صاحب نے پڑھا۔ یہ شادیاں جنکا ایک مختصر سا تذکرہ ہم کسی دوسرے موقع پر کرینگے احمدی قوم کے لیے ایک نمونہ ہیں پہلی شادی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی منشی فیض علی صابر صاحب کی ہمشیرہ سے ہوئی دوسری مرزا افضل بیگ صاحب مختار کے صاحبزادہ مرزا افضل بیگ صاحب کی مرزا محمود بیگ صاحب کی ہمشیرہ سے ہم ان احباب کو اس تقریب پر مبارک باد دیتے ہیں

مدرسہ

۱۔ عالی جناب خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب نے بحیثیت ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ فرمایا۔ اور مبلغ تین سو روپیہ مدرسہ کی امداد کے لیے اپنے معمول کے موافق عطا فرمایا۔

۲۔ حضرت اقدس نے گذشتہ ہفتہ میں مدرسہ اور دیگر ضروریات سلسلہ عالیہ کے متعلق سیر کے وقت ایک لطیف اور مؤثر تقریر فرمائی تھی اور اس امر پر زور دیا تھا کہ ہر ایسے آدمی جو سلسلہ بیعت میں داخل ہے فرض ہے کہ وہ چندہ میں شریک ہو ڈائرکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے واپس آکر دار الامان میں چندہ کرنا چاہا تھوڑی ہی دیر میں .... کے قریب چندہ ہو گیا اسدن کے بعد سے آجتک مدرسہ کا چندہ ہر روز کچھ نہ کچھ آتا جاتا ہے یہ خدا کا فضل ہے اور بیشک خارق عادت امر۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری احباب مدرسہ کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک لمنٹ کے لیے بھی لنگر کے بڑھتے ہوئے مستقل اخراجات کو فراموش کریں وہ اپنے ذمہ دین لازم کیطرح

پریس

خطبہ الہامیہ کے طبع کا کام سردست معرض التوا میں ہے۔ اس لیے کہ منار کے مضمون کی تحریک پر ایک مختصر سا اشتہار پہلے شایع ہونا ضروری ہے۔

۲۔ ازالہ اوہام کا دوسرا اڈیشن طبع ہو رہا ہے درخواستیں آرہی ہیں ۴۰۰ سے زیادہ چھاپا نہیں جاتا۔

۳۔ رسالہ دعا اور ناسخ منسوخ اور شیعہ کے خط کی بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں جو صاحب چاہیں جلد حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں درخواست کر کے منگوالیں۔ ایسا ہی رسالہ آسمانی فیصلہ بھی ان دونوں جگہ سے مل سکتا ہے

۴۔ کتاب آیات الرحمن جو منشی الٰہی بخش لاہوری کی کتاب عصار موسیٰ کا ایک لطیف اور لاجواب جواب ہے آٹھ جزو سے زائد لکھی جا چکی ہے حضرت اقدس کا منشا ہے کہ بہت جلد طبع ہو۔ اس لیے ہر ایک شخص جو اس لاجواب کتاب کا خریدار ہو اور ہر شخص کو ہونا چاہیے وہ فی الفور ایک روپیہ بذریعہ منی آڈر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے نام بمقام قادیان روانہ کرے۔

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں مولوی عبدالخالق صاحب مظفر نگر سے ایک خریدار بھیجتے ہیں۔

اور قاضی نظیر حسین صاحب کوئٹہ سے دو خریدار بھیجتے ہیں اور ایک خط بغرض اشاعت بھیجتے ہیں جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ خط یہ ہے۔

اخوی مکرمی شیخصاحب۔ السلام علیکم الحکم کے دو نمبر جنمیں آپ نے اشاعت الحکم کے لیے احمدی قوم سے آگے دردناک پیرایہ میں اپیل کیا ہے میرے مطالعہ سے گذرے۔ الحکم کی حسن خدمات کی داد دینا میرے امکان سے باہر ہے اور میں اپنے اُس قلبی جوش اور مسرت کے اظہار سے قاصر ہوں جو الحکم کے ملنے سے مجھے ہوتی ہے۔

میں نے بارہا اشاعت الحکم کے مسئلہ پر غور کیا ہے۔ یہ سوال کوئی معمولی سوال نہیں ہے جو بآسانی حل ہوتا ہوا معلوم ہو کیونکہ غیر احمدی جماعتیں اس کی خریداری کو کیوں منظور کرنے لگیں گی تاوقتیکہ سلسلہ عالیہ کے متعلق اُن کے سینے بغض اور عناد سے پاک وصاف نہ ہوں اور جب تک ایسا نہو وقت مناسب کا انتظار لازمی ہوگا۔ میں نفس مضمون سے دور نکل آیا مطلب کی یہ ہے کہ میں نے اپنی خواہش کے مطابق ہمیشہ اس امر کو ملحوظ اور مد نظر رکھا ہے کہ اشاعت الحکم کے ساتھ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کے پاک مشن کی تبلیغ کافی مہتابیت کے ساتھ ہو اور ہر فرقہ وطبقہ کے لوگ بلالحاظ مذہب وملت اس سے بڑا فائدہ اُٹھا سکیں جس کے لیے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے باہمت اور با اثر اصحاب توجہ فرماویں تو پنجاب اور ہندوستان کی لائبریریوں میں جو کافی تعداد میں ہیں الحکم کی ایک ایک کاپی کے خریدار کے اسباب بہم پہنچانے دشوار نہونگے۔ میں التدعا کرتا ہوں کہ براے مہربانی ۱۵ ر نومبر ۱۹۰۱ء سے ایک سال کے لیے پرچہ الحکم آنریری سکرٹری صاحب سنڈیمن لائبریری کوئٹہ۔ اور دوسرا منشی دولت خانصاحب احمدی محرر جوڈیشیل محکمہ صاحب پولیٹیکل ایڈ وائیزر بہادر قلات بمقام کوئٹہ کے نام جاری کر دیا اگر احمدی جماعت نے میری اس تجویز کو پسند کیا اور عملی صورت میں کامیابی کا جامہ پہنایا تو میں سمجھوں گا کہ محنت ٹھکانے لگی۔ والسلام۔ از کیمپ زیدی علاقہ ریاست قلات ۸ ر نومبر ۱۹۰۱ء

آپ کا صادق۔ قاضی نظیر حسین احمدی

خبریں

کانپور کی آتشزدگی۔ ۵ ر نومبر کی شام کو کانپور میں نیشنل بنک انڈیا کے مکان واقع شہر میں ایک سخت آتشزدگی ہوئی اور تخمیناً ایک لاکھ روپے کے کپڑے کے گٹھے جل گئے۔ آگ ۱۰ بجے رات کو لگی تھی مگر چار بجے صبح ایک میونسپل انجینیر آگ بجھانے کے لیے نہیں آیا تھا۔ اُسکی وجہ یہ بیان کی گئی کہ میونسپلٹی کے پاس کوئی نل سو گز قدم سے زیادہ لمبا نہیں ہے اور قریب سو قریب جو پانی کا بمبا ہے وہ ڈیڑہ سو قدم کے فاصلہ پر ہے کسی وجہ سے گورنمنٹ کا کارخانہ چرم اپنے فائر انجن کو نہیں بھیج سکا۔ مشرش کوپر ایلین کے انجن کی مدد سے اور ہندوستانی بخار کی مدد سے آگ بجھائی گئی اور وہ کپڑا نہیں جلا جو قیمتی دس لاکھ روپے کا رکھا ہوا تھا

سب سے فربہ آدمی۔ ڈور کا ایک باشندہ مسمی ٹامس لانگلی وزن میں سات من چودہ سیر ہے اس سے وزنی آدمی دنیا میں نہیں ہے۔ لانگلی ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ بوڑھا ہے اور ابھی زندہ ہے اس کا وزن بھی معمولی ہے یعنی دو من اٹھارہ سیر۔ ماں کو مرے ہوے چند سال ہوے وہ بھی کوئی قدآور عورت نہ تھی لانگلی بوجھ کا پیشہ کرتا تھا۔ اسکا قد ۵ فیٹ ۳ انچہ ہے سینہ کی ناپ ستر انچہ کمر کی پیمایش ... انچہ اور ران کی ۴۲ انچہ جب وہ چھوٹا تھا تو اسمیں فربہی کے آثار نہ تھے اسکو ورزش اور تیراکی اور دوڑ دہوپ سے بڑی دلچسپی تھی۔

افیون کی آمدنی۔ گذشتہ چھ ماہ میں افیون کے سات سرکاری نیلاموں اور شہر بمبئی میں کے محاصل برآمد سے جسقدر آمدنی ہوئی اس کی تعداد چار کروڑ سوا بارہ لاکھ روپے ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا